سید نور محمد قادری

انجمن نعمانیہ لاہور

انجمن نعمانیہ لاہور ۱۸۸۷ (۱۳۰۵ھ) میں قائم ہوئی۔[1] اس کے بانیوں میں مولانا محرم علی چشتی، مفتی سلیم اللہ لاہوری، مراج الدین، ڈپٹی غلام حسین، خلیفہ تاج الدین اور شیخ چراغ دین[2] شامل ہیں۔ حضرت پیر مہر علی شاہ (گولڑہ شریف) نے اپنی ایک فارسی مثنوی "گومگو" میں انجمن کے چند اکابر کا اس طرح ذکر کیا ہے:

آں علی غیور و منان و محمد — راجیؔ خود را کجا رسوا کند
یا الٰہی فیض از مرحبا نیہ — زید و بارک انجمن نعمانیہ
انجمن نعمانیہ شد دار ایں — تاجدار خدمتش آں تاج دیں
واں سلیم الطبع و الدین خوش صفات — آں سلیم اللہ مفتی نیک ذات
حق سلامت داردش از رنج و تاب — دین و دنیا باشد خیر المآب
ہم چراغ دین احمد خادمش — الاماں یارب ز بادِ صرصرش[3]

انجمن نعمانیہ کا مدرسۃ العلوم المعروف بہ "جامعہ نعمانیہ" برصغیر کے دینی مدرسوں میں خاص اہمیت رکھتا تھا بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ انیسویں صدی کی آخری دہائی اور بیسویں صدی کے ابتدائی زمانے میں پنجاب میں یہ احناف کا سب سے وسیع دینی ادارہ تھا۔ انجمن سے متعلق تمام حضرات حنفی مسلک کے حامل تھے اور انجمن کے اغراض

---

[1] "نقوش، لاہور نمبر"، ص ۵۳۸، مضمون مولانا علم الدین سالک۔

[2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہفت روزہ استقلال ۹ تا ۱۵ جنوری ۱۹۸۲، مضمون محمد دین کلیم اور روزنامہ و.. ۴ - فروری ۱۹۸۲ء مضمون سید محمد عبداللہ قادری۔

[3] مکاتیب پیر صاحب گولڑہ شریف طبع دوم لاہور ص ۲۱۳

مقاصد یہ تھے۔

(الف) " علوم اسلامیہ کی تعلیم کے لیے ایک مدرسے کا اجرا اور قیام جس میں اعلیٰ درجے تک تعلیم حسب عقائد اہل السنۃ والجماعۃ باتباع طریق حنفی دی جائے اور جس کے ذریعے سے ایسے علمائے کامل پیدا ہوں جو اسلام کی اشاعت اور قوم کی ہدایت اور دین اسلام کی تقویت کا باعث ہوں اور جس میں ایسے طریقے سے تعلیم دی جائے کہ طلبا اپنے مذاق کے موافق کسب معاش کے لیے دنیوی علوم میں بھی جو خلاف شریعت نہ ہوں، دستگاہ پیدا کر سکیں۔

(ب) بغرض افادۂ عامۂ مسلمین ایک ایسے اعلیٰ درجے کے اسلامی کتب خانے کا بہم پہنچانا جو شائقین علوم اسلامیہ کی وسعت معلومات کا باعث ہو۔

(ج) مسلمانوں اور غیر مسلم اشخاص میں بذریعہ تقریر و تحریر علوم اسلامیہ کی اشاعت جس سے ان کے اخلاق، معاشرت اور کسب معاش و معاملات دینی و دنیاوی میں پابندی شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی امید کی جا سکے۔

(د) ایسے زنانہ مدارس کا اجرا اور قیام جس میں علاوہ تعلیم قرآن شریف اور ابتدائی مسائل فقہ حنفیہ کے، دستکاری، سوزن کاری، زردوزی اور گوٹہ بافی وغیرہ سکھائی جائے۔

(ہ) ایسے مسکین و یتیم بچوں کی پرورش و تربیت و سرپرستی اور تعلیم کا انتظام کرنا جن کے ورثا نہ ہوں یا جن کے ورثا اس کام کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔

(و) بالعموم کافۂ اہل اسلام اور بالخصوص فرقۂ حنفیہ کے متعلق ہر قسم کی فلاح اور بہبودی کی تجاویز کا سوچنا اور عمل میں لانا اور حسب اقتضائے وقت حکام کی خدمت میں ادب کے ساتھ ایسی معروضات کا گزارش کرنا جو عموماً جملہ مسلمانوں اور خصوصاً فرقۂ موصوف (حنفی) کے مفاد کے لحاظ سے پیش کرنی ضروری ہوں۔"[۴]

انجمن شروع کے پندرہ سولہ سالوں میں شاہی مسجد کے حجروں میں درس و تدریس کا کام سرانجام دیتی رہی لیکن بعد میں شاہی مسجد کی متولی " انجمن اسلامیہ لاہور " سے اختلاف کی بنا پر انجمن نعمانیہ نے شاہی مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ بند کر دیا اور اپنی الگ عمارت اندرون ٹکسالی دروازہ قائم کر لی۔

۲۳ جولائی ۱۸۹۹ء کو انجمن نعمانیہ کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں ارکان مجلس انتظامیہ اور عہدے داروں

---

[۴] ماہنامہ " انجمن نعمانیہ " اپریل تا جون ۱۹۱۱ء صفحہ اندرون سرورق۔

انتخاب کیا گیا۔ عہدے داروں اور ارکان کی فہرست جو تینتیس حضرات پر مشتمل تھی، جن میں والیٔ ریاست بہاول پور کا اسم گرامی بطور مربی درج ہے۔[۹]

والیٔ ریاست بہاول پور انجمن کے مستقل سرپرست اور مربی تھے، وہ سالانہ چار سو روپے کی مستقل امداد دیتے تھے۔ لیکن اس مستقل امداد کے علاوہ ریاست کی طرف سے جو وقتاً فوقتاً امداد ملتی تھی وہ بہت زیادہ تھی، چنانچہ جب شاہی مسجد کی انتظامیہ سے اختلاف کی بنا پر انجمن نعمانیہ کو الگ اپنی عمارت بنانے کی ضرورت پڑی تو نواب بہاول پور کی والدۂ ماجدہ نے انجمن کو ایک ہزار روپے کی خصوصی امداد سے نوازا اور اس رقم سے درس گاہ کا جو حصہ تعمیر کیا گیا اس پر معطیہ موصوفہ کے نام کا کتبہ لگا دیا گیا۔[۱۰]

حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی، علامہ اقبال اور پیر صاحب گولڑہ شریف کو انجمن سے خاص تعلق تھا۔

۱۹۰۹ء میں جب انجمن کو ایک حنفی العقیدہ مدرس کی ضرورت پڑی تو مولانا احمد رضا خاں بریلوی ہی سے رجوع کیا گیا۔[۱۱] ایک دفعہ مولانا موصوف انجمن کے ایک جلسے میں شرکت کے لیے بھی لاہور تشریف لائے اور یہاں علامہ اقبال سے بھی ان کی ملاقات ہوئی۔ شاہ مانا میاں قادری مرحوم فرماتے ہیں:

"انجمن نعمانیہ اپنے عہد میں وہ پہلی مذہبی انجمن تھی جس کے علمی اور تبلیغی کارنامے تاریخی حیثیت رکھتے تھے۔ انجمن نعمانیہ کے ایک اجتماع میں اعلیٰ حضرت (مولانا احمد رضا خاں) سے علامہ اقبال نے نیاز حاصل کیا تھا اور اپنی ایک نعت اعلیٰ حضرت کو سنائی تھی جسے آپ نے پسند فرمایا تھا۔"[۱۲]

انجمن نعمانیہ نصف صدی تک لاہور کی دینی فضا پر چھائی رہی ہے۔ جب بھی کوئی دینی تحریک اٹھی، انجمن کے متوسلین اس میں پیش پیش رہے۔ ۱۹۱۱ء میں لاہور میں جب عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا باقاعدہ جلسہ ہوا تو اس کی صدارت انجمن ہی کے ایک فاضل نے کی۔ اس جلسے کی روداد ۸ مارچ ۱۹۱۱ء کے رسالہ تہذیب میں شائع ہوئی۔ لاہور

---

[۹] رپورٹ انجمن نعمانیہ ۱۹۰۰-۹۹، ص ۳۱، ۳۲

[۱۰] ماہنامہ انجمن نعمانیہ اپریل تا جون ۱۹۱۱ء ص ۳ تا ۴

[۱۱] حیات اعلیٰ حضرت جلد اول، کراچی، تالیف مولانا ظفر الدین بہاری، ص ۲۲۴، ۲۲۵

[۱۲] اعلیٰ حضرت بریلوی: تالیف شاہ مانا میاں قادری مطبوعہ کراچی ۱۵۷

ں حضرت صوفی حاجی حافظ سید جماعت علی شاہ کی طرف سے شہر کے اہل اسلام میں عام منادی کی گئی کہ تمام دکان دار اور اہل فن اپنا اپنا کام بند رکھیں، نماز ظہر کے بعد سے نماز عشا تک اسلامیہ کالج لاہور میں عظیم الشان جلسہ ہوا، علمائے ین اور خوش بیان مقررین نے تقریریں کیں۔ ڈاکٹر محمد اقبال نے نہایت خوبی سے لوگوں کو یہ بات سمجھائی کہ جلسے ف تماشہ نہیں بلکہ قوم کو مضبوط کرتے اور اگلی اور پچھلی قوم کی شخصیت کو ایک کرنے کے لیے ان کا ہونا بہت روری ہے۔ انھوں نے کہا جب تک پوری قوم اپنے بزرگوں کے حالات سن کر ان عظیم الشان بزرگوں کے کارناموں پر اظہار فخر کا جذبہ اپنے اندر پیدا نہیں کرے گی تب تک ان کے سینوں میں اولوالعزمی اور بلند حوصلگی نہیں آسکے گی۔ شیخ عبدالقادر صاحب نے امت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اور آپ کی شفاعت کا ذکر کیا۔ مولانا ظفر علی خاں نے ایک پرجوش تقریر کی اور افسوس سے کہا کہ لاہور میں کم از کم مسلمانوں کی ایک لاکھ آبادی ہے، جس میں پچاس ہزار عورتیں ہوں گی۔ پچاس ہزار مردوں کو لازم تھا کہ وہ آج کالج کے میدان میں جمع ہوتے اور سیرت رسول کے موضوع سے متعلق تقریریں سنتے۔ شمس العلما مفتی محمد عبداللہ صاحب، شمس العلما مولوی عبدالحکیم صاحب اور پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و شمائل پر تقریریں کیں[۹]۔

۱۹۳۱ء میں باغ بیرون موچی دروازہ میں انجمن نعمانیہ کے زیر اہتمام سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جلسہ منعقد ہوا۔ تقریر مولانا کاظمی نے کی اور صدارت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انجمن نعمانیہ سے گہرا تعلق تھا۔ انجمن کے کئی کارکن اور مدرسین پیر صاحب کے احباب و معتقدین میں شامل تھے۔ مثلاً انتظامیہ میں سے مولانا محرم علی چشتی اور مدرسین میں سے مولوی محمد حسن فیضی صاحب۔ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ میں انجمن کے پچیسویں سالانہ جلسے کی صدارت پیر صاحب نے کی اور ایک بلیغ اور فکر انگیز خطبہ ارشاد فرمایا جو مکتوبات طیبات مطبوعہ لاہور ۱۹۵۴ء کے صفحات ۱۹۱ تا ۱۹۸ پر پھیلا ہوا ہے۔

انجمن نعمانیہ کے آئندہ جلسہ سالانہ کی صدارت کے لیے بھی حضرت پیر صاحب سے انجمن کی انتظامیہ کی طرف سے گزارش کی گئی جس میں بوجوہ آپ شرکت نہ کر سکے۔ لیکن آپ نے عذر کے طور پر مولانا محرم علی چشتی اور مولوی تاج الدین

۹۔ سبیل الرشاد تالیف سید ممتاز علی مطبوعہ لاہور ۱۹۳۴ء ص ۳۴-۳۵

احمد صاحب کو جو خط لکھا ہے اس سے اس تعلق و محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو آپ کو انجمن نعمانیہ سے تھی۔ خط فارسی زبان میں ہے[۱۰]

علامہ اقبال، مولانا احمد رضا خاں اور حضرت پیر مہر علی شاہ کے علاوہ برصغیر کے بہت سے علما و زعما اور مدرسین و مقررین انجمن نعمانیہ کے دفتر اور مدرسے میں تشریف لاتے رہے جو طلبا کا امتحان لیتے، مدرسین اور متعلقین کی حوصلہ افزائی فرماتے اور دارالعلوم کے رجسٹر میں اپنی رائے درج فرماتے۔ مثلاً ۱۹ شعبان ۱۳۱۶ھ کو مولانا کرم الدین دبیر رئیس بھیں ضلع جہلم اور مولانا عبدالحق صاحب حقانی دارالعلوم کے معائنے کے لیے تشریف لائے اور مدرسے کے رجسٹر میں مشترکہ طور پر اپنے تاثرات قلم بند فرمائے جو درج ذیل ہیں:

"آج ہم نے ایک جماعت فضلا متبحرین کے ساتھ مسجد شاہی میں جا کر طلبائے دارالعلوم نعمانیہ کی تعلیم کا حال دریافت کیا، حالت عمدہ نظر آئی۔ اعلیٰ جماعت کے طلبا سے قاضی مبارک، شرح چغمینی، ہدایہ اور صحیح مسلم کے بارے میں سوالات ہوئے، طلبا نے بہت عمدہ جواب دیے۔ دوسری جماعت کے طلبا سے شرح جامی، قطبی، شرح وقایہ اور نورالانوار میں سے چند مقامات پوچھے گئے، بعض طلبا نے اچھے جواب دیے۔ جماعت سوم کے طلبا سے غلام محبوب سبحانی طالب علم نے اچھے جواب دیے۔ دوسرے طلبا خاطر خواہ جواب نہ دے سکے۔ مولوی صاحب مدرس دوم کو مناسب ہے کہ اپنی ہر دو جماعت کے طلبا کی تصحیح عبارت اور تفہیم مطالب کی طرف پوری توجہ کریں، کیوں کہ اکثر طلبا عبارت کے پڑھنے میں غلطی کرتے ہیں۔ عربی عبارت لکھانے کی بھی مشق کرانی چاہیے، اردو سے عربی اور عربی سے اردو ترجمہ بھی کرایا جائے۔ طلبا کو ہفتہ وار تقریر اور وعظ کہنے کی بھی مشق کرائی جائے۔"[۱۱]

مولانا کرم الدین دبیر اور مولانا حقانی سے ایک دن پہلے مولانا غلام رسول صاحب امرتسری اور مولانا عبدالحق صاحب پشاوری نے بھی دارالعلوم کا معائنہ کیا اور درج ذیل مشترکہ رائے رجسٹر میں درج کی:

"آج ۱۸ ماہ شعبان ۱۳۱۶ ہجریہ علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیۃ فقیر مع جماعت علما مسجد شاہی لاہور میں گیا۔ یہاں تمام طلبائے دارالعلوم نعمانیہ حاضر تھے اور جماعت اولیٰ سے صدرا، میر زاہد، ملا جلال، قاضی مبارک،

---

[۱۰] ملاحظہ ہو مکتوبات طیبات، ص ۲۱۶، ۲۱۷

[۱۱] رپورٹ انجمن نعمانیہ ۱۸۹۸ و ۱۸۹۹ء، ص ۴۰

ہدایہ و شرح چغمینی کے سوالات ہوئے۔ اس جماعت کے طلبا نے بہت عمدہ طرز سے جوابات دیے۔ ازاں بعد جماعت دوم سے شرح وقایہ، نور الانوار اور قطبی وغیرہ کے متعلق سوالات ہوئے، ان میں بھی بعض طلبا نے اچھی طرز پر جواب دیے اور ویسا ہی جماعتِ سوم نے بھی اپنی مقدارِ حیثیت سے اچھے جواب دیے۔ طلبائے دارالعلوم کو اگر کسی قدر کم توجہی ہے تو وہ املا میں ہے۔ اس لیے اہل مدرس صاحب و صاحبان اہتمام مدرسہ کو ضروری ہے کہ طلبا کو املا کی ترغیب فرمائیں"۔[۳۵]

انجمن نے ابتدا ہی سے اشاعتِ علومِ دینیہ کی طرف خاص توجہ دی ہے۔ ایک ماہنامے کا اجرا بھی کیا اور کئی وقیع دینی کتابیں بھی شائع کیں۔ ابتدائی دور ہی میں انجمن نے مولوی حبیب اللہ صاحب جائی بہاؤ الدین پوری کی ضخیم فارسی کتاب "مختصر قدوری مع شرح فارسی" شائع کی، جو علم فقہ کی مشہور کتاب ہے۔

انجمن کے ماہنامے کو مولانا محمد حسن فیضی، مولانا نور بخش توکلی اور مولانا صغر علی صاحب روحی جیسے فاضل حضرات کا تعاون حاصل رہا ہے اور یہ اپنے دور کا علمی، دینی اور ادبی لحاظ سے مشہور مجلہ تھا۔

انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کی پہلی دہائیوں کے جلسوں میں اس دور کے نمائندہ شعرا کا تعاون حاصل کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ انجمن نعمانیہ کو بھی اس زمانے کے نامی گرامی شعرا کا تعاون حاصل رہا ہے۔

اس کے ابتدائی دور میں مرزا ارشد گورگانی اور سید ناظر حسین ناظم لکھنوی کا پورے پنجاب میں طوطی بولتا تھا۔ ان دونوں حضرات کا انجمن کو ہمیشہ تعاون حاصل رہا، وہ اس کے سالانہ جلسوں میں تشریف لاتے اور حاضرین کو اپنے کلام سے محفوظ فرماتے۔ انجمن کے سالانہ جلسہ ۱۸۹۸ء میں ایک طویل نظم مرزا ارشد گورگانی نے اور ۱۸۹۹ء کے سالانہ اجلاس میں ایک طویل نظم ناظم لکھنوی نے پڑھی۔ یہ دونوں نظمیں مسدس کی شکل میں ہیں۔ پہلی کے ۵۷ اور دوسری کے ۸۰ بند ہیں۔ انجمن کے سالانہ اجلاس سنہری مسجد میں ہوتے تھے۔ مرزا ارشد دہلی سے اور ناظم لکھنؤ سے تعلق رکھتے تھے۔ ارشد صاحب کی نظم میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جو مدرسۂ دہلی سے تعلق رکھتی ہیں اور اسی طرح ناظم صاحب مدرسۂ لکھنؤ کے ترجمان ہیں۔

---

۳۵ رپورٹ انجمن نعمانیہ بابت ۱۸۹۸ء و ۱۸۹۹ء، ص ۳۹-۴۰